International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:03, Issue: 01, Jan-Jun 2023
pp:295 - 294

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

قیادت کے اسلامی اور روایتی نکتہ ہائے نظر، عالمی تناظر میں تقابلی جائزہ

Islamic and Traditional Perspectives of Leadership, A Comparative Analysis in Global Context

Maryam Asif
Lecturer Islamic Studies, Govt Women College Chowinda, Sialkot, Pakistan
Mudassar Rasheed
Lecturer Islamic Studies, Punjab Group of Colleges Lahore, Pakistan
Tumazir Fatima
Visiting Lecturer Islamic Studies, University of Lahore, Pakistan

Abstract

Leadership's majesty alone does not warrant unfettered obedience; rather, its legitimacy hinges on alignment with the Quran and Sunnah. Any deviation from this sacred framework renders it untenable. The Islamic concept of leadership diverges starkly from the prevailing political paradigm. Islam envisions a leadership that eschews absolutism and arbitrariness, instead guiding humanity towards the divine path through consultation, duty-bound, and balancing rights and obligations with equipoise. This alone deserves the mantle of true leadership. Modern leadership principles, rooted in tradition, emphasize the importance of psychological characteristics in leaders. Situational leadership emerges from this traditional framework, where only those capable of resolving specific challenges are deemed worthy. Moreover, effective leadership necessitates a concatenation of skills, qualities, knowledge, and experience. As problems often require diverse expertise, traditional leadership may transition between individuals. This paper seeks to answer pressing questions: What distinguishes Islamic and traditional leadership in today's global landscape? What viable forms of traditional leadership exist currently? And which perspective offers the most practical and efficacious approach for a nation's success, both in this life and the hereafter? Furthermore, this paper will present a comparative analysis of Islamic and traditional leadership perspectives, highlighting their merits and demerits in the global context.

Keywords: leadership, Islamic & traditional perspective, Quran

تعارف موضوع

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے اور اس کی ہدایت کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے ہیں۔ آسمانی کتب اور صحیفے بھی نازل ہوئے جن کی تعلیمات کا نچوڑ اور جامع ذخیرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جمع فرما دیا ہے اور

CC BY

اس کی تا قیامت حفاظت کی ذمے داری بھی خود لے لی ہے۔ اس کے فرامین و آیات کی تشریح کے لئے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا ہے اور آپ ﷺ کو ایک جامع و مکمل دین عطا فرما کر سلسلۂ نبوت کی بھی تکمیل فرما دی گئی ہے۔
کسی بھی ملت اور معاشرے کے استحکام کا انحصار اس کے سیاسی نظام پر ہوتا ہے اور کسی بھی سیاسی نظام کے محکم و موثر ہونے کا انحصار اس امر پر ہوتا ہے کہ وہاں کی قیادت صاحبِ لیاقت اور صاحبِ عدل ہو، اور عوام ان کی اطاعت خوشی و رغبت سے کرتے ہوں۔ دنیا کی زندگی کو ہم سہولت بیان کی خاطر انفرادی اور اجتماعی زندگی میں تقسیم کرسکتے ہیں اور شریعت ہمیں زندگی کے ان دونوں پہلوؤں کے بارے میں تفصیلی احکام دیتی ہے ۔ شریعت کے ماخذ دو ہی ہیں۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔ اجتماعی زندگی کے بارے میں قرآن حکیم کا اسلوب عموماً پالیسی امور کے طے کرنے کا ہے جب کہ تفصیلی احکام ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ملتے ہیں کیونکہ پیغمبر ﷺ کا کام ہی قرآنی احکام کی تبیین اور عملی زندگی میں اس کی تطبیق کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اجتماعی زندگی کے معاشی، سماجی اور سیاسی پہلوؤں کے بارے میں تفصیلی رہنمائی کے ہمیں زیادہ تر سنت نبوی پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ پڑھنے، لکھنے، سننے اور کہنے میں تو قیادت فقط ایک لفظ ہے جسے کہنے میں ایک لمحہ اور لکھنے میں ایک پل لگتا ہے لیکن یہ لفظ اپنے اندر معانی کی ایک دنیا سموئے ہوئے ہے جو آفاقی حدود واربعہ کی حامل ہے۔

قیادت و قائد، لغوی بحث:

قیادت کے لغوی معنی و مفہوم درج ذیل ہے ۔ عربی زبان میں کہتے ہیں:
قاد یقود قوداًو قیادۃً ۔ چوپائے کو آگے سے کھینچنا۔ (1) قیادۃ الجیش: سالارِ جیش ہونا۔ القائد: جج، پہاڑ یا پہاڑ کی چوٹی۔ (2) فیوز اللغات میں درج ہے: قائد: فوج کا سردار، حاکم، رہنما، لیڈر (3) اور قیادت کے معنی کے بارے میں اردو لغت بیان کرتی ہے کہ قیادت: بمعنی راہبری، رہ نمائی، سرداری، سرکردگی کے ہے۔ (4)

قیادت کا اصطلاحی مفہوم

قیادت اصطلاح میں رہبری اور رہنمائی کو کہا جاتا ہے۔ قائد، رہنما یا لیڈر کسی بھی قوم کی رہبری یا رہنمائی کرنے والا وہ انسان ہوتا ہے جو ایک عزم اور مقصد کے ساتھ کچھ کر دکھانے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

قیادت کی اقسام

قیادت کی تاثیر اور اثر آفرینی کے اعتبار سے تجزیہ کرلیں تو اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ 1۔ کثیف قیادت 2۔ لطیف قیادت

1. **کثیف قیادت:** کثیف قیادت بہت عارضی ہے گویا اس کی بنیادیں ریت پر ہیں۔ یہ زور اقتدار اور طاقت و قوت بازو ختم ہو جانے سے زوال پذیر ہو جاتی ہے اور اس کے اثرات بھی معدوم ہو جاتے ہیں۔

2. **لطیف قیادت:** لطیف قیادت جو قلوب کی دنیا میں بستی ہے اس کا تعلق طاقت، قوت اور اقتدار و اختیار سے نہیں ہوتا بلکہ وہ تو بے تاج گدڑی نشین ہوتے ہیں، اقلیم قلوب پر ان کی حکمرانی ہوتی ہے، اور دلوں کی دنیا میں ان کا سکہ چلتا ہے۔ وہ اپنے اخلاقِ عالیہ اور خصائلِ حمیدہ کی وجہ سے اس قدر بلند ہوتے ہیں کہ ایک بار ہی دیکھنے، سننے اور ملنے والوں کے دلوں میں گھر کر جاتے ہیں۔ ان کی عاجزی و انکساری، ملنساری، نرمی، گفتار اور رفتار کی ملائمت کی صدائے بازگشت مدتوں کانوں میں رس گھولتی رہتی ہے۔ یہی وہ نابغہ روزگار ہوتے ہیں جن کو کوشش کے باوجود ذہن انسانی فراموش نہیں کر سکتا اور تاریخ ان کو اپنے صفحات میں نمایاں مقام دیتی ہے۔

قیادت کی اہمیت وافادیت:

قیادت کی اہمیت وافادیت اس حدیث سے مترشح ہوتی ہے کہ اگر تم تین ہو تو ایک کو اپنا سردار (قائد) بنالو۔ ارشاد نبوی ہے:

إذَا خَرَجَ ثَلاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ([5])

جب تم میں سے تین سفر کے لیے نکلے، تو کسی ایک کو اپنا امیر بنالو۔

مطلب یہ کہ جس طرح وقتی طور پر سفر کے دوران منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لیے ایک امیر کارواں کا منتخب کرنا ضروری ہے اسی طرح اجتماعی زندگی کے قافلے کو اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لیے ایک قائد ورہنما کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ کامیابی سے ہم کنار ہو سکے۔ جس طرح پہننے کے لئے کپڑا اور کھانے کو روٹی چاہئے اس طرح کامیاب زندگی گزارنے کے لئے ہر انسان کو ایک قیادت درکار ہے جس کی راہنمائی میں وہ اپنا علمی، فکری، عملی، روحانی اور انقلابی سفر طے کر سکے ورنہ دنیا کا سفر کامیابی سے کاٹنا محال ہے۔ جو لوگ قیادت کو لازم نہیں سمجھتے وہ فکری ابہام میں مبتلا ہیں۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے:

أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ([6])

خبر دار تم میں سے ہر ایک رعایا ہے اور ہر ایک اپنے ماتحت افراد کے بارے میں جواب دہ ہے۔

انسان کو قدم قدم پر راہنمائی درکار ہے کیونکہ فطرت چاہتی ہے کہ شخصیت کی تکمیل ہوتی رہے اور تکمیل کی منزل کسی مرد درویش کی قیادت میں ملتی ہے۔ من مرضی انسان کو اس بندگلی میں دھکیلتی ہے جس سے وہ نکل نہیں سکتا۔ آدمی حالات کی نگرانی تو کیا خود کو مرتب یا جوڑ بھی نہیں کر سکتا پھر علمیت کا سارا طلسم ٹوٹ جاتا ہے، خواب گہنا جاتے ہیں، گھروندا منتشر

ہو جاتا ہے، زمانے کے بے رحم تھپیڑوں سے انسان بکھر جاتا ہے کہ پھر زندگی بھر سنبھل نہیں سکتا۔ قیادت کی ناگزیریت علامہ اقبال کے اس شعر سے عیاں ہوتی ہے:

اگر کوئی شعیب آئے میسر   شبانی سے کلیمی دو قدم ہے۔(7)

اسلامی ریاست کی تشکیل ایک با مقصد عمل قرار پاتی ہے۔

The purpose of setting an islamic state is to enable Muslims to take up the task of implementing their faith also in the political realm.(8)

اسلامی ریاست کے قیام کا مقصد ہی یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ اپنے عقیدے کو سیاسی اقتدار میں بھی نافذ کر سکیں۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی کے مطابق:

"اسلامی نظام میں ریاست اور دین مذہب اور سلطنت دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں، دونوں ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں دونوں ایک دوسرے کے مددگار ہیں، دونوں کے تقاضے ایک دوسرے سے پورے ہوتے ہیں، چناں چہ ماوردی نے یہ بات لکھی ہے کہ جب دین کمزور پڑتا ہے تو حکومت بھی کمزور پڑ جاتی ہے اور جب دین کی پشت پناہ حکومت ختم ہوتی ہے تو دین بھی کمزور پڑ جاتا ہے، اس کے نشانات مٹنے لگتے ہیں۔(9)

اِسلام میں قیادت کا تصور

اِسلام میں قیادت کا تصور، مروجہ دنیائے سیاست کے قیادت کے تصور سے الگ اور مختلف ہے۔ اسلام میں قیادت کا تصور یہ ہے کہ مسلمانوں کیلئے حکم ہے کہ اللہ کی اطاعت کرو، اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو، اور اپنے میں سے جو حاکم (قیادت کر رہے ہیں) ہیں، ان کی اطاعت کرو۔ اسی حوالے سے ارشاد ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (10)۔

اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔

قیادت ایک عظیم الشان اور جلیل القدر منصب ہے صرف اس کی عظمت و جلالت کے پیش نظر ہی ہر حکم پر اندھا دھند عمل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کو قرآن و سنت کی کسوٹی پر پرکھا جائے گا اگر وہ پورا اترے تو قابل قبول اور واجب العمل ہو گا۔ بصورت دیگر قابل تردید ہو گا۔ مندرجہ بالا آیت کے مطابق یہ امر مترشح ہوتا ہے کہ اللہ کی اطاعت ایک مستقل اطاعت ہے اور اس کے محبوب و مطلوب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت بھی ایک مستقل اطاعت کا درجہ

رکھتی ہے لیکن اولوالامر (سربراہانِ مملکت، فقہاو علما) کی اطاعت کی حیثیت مستقل اطاعت کی نہیں ہے بلکہ وہ قرآن و سنت کی اطاعت کی ساتھ مشروط ہے یعنی اولوالامر کی جانب سے جو حکم آئے گا اگر وہ قرآن کی نصوص قطعیہ میں سے کسی سے نہ ٹکرائے اور احادیث رسول ﷺ سے بھی متضاد نہ ہو گا تو وہ منشا اسلام کے مطابق ہے اس پر عمل کرنا واجب اور اس کی اتباع لازم ہو گی۔ بصورت دیگر جب وہ قرآن مجید کی کسی آیت سے بھی متضاد ہو اور احادیث میں سے کسی کے ساتھ متصادم ہو تو وہ واجب العمل اور لائق اتباع نہ ہو گا۔ اس کا انکار نہ غلطی ہے نہ بغاوت ہے۔(11)

اسلامی معاشرے کی قیادت کرنے والے افراد کے حوالے سے ان کا اعلیٰ اخلاقیات کا حامل ہونے، عادل، باتقویٰ، پاکدامن، امانت دار اور شجاع ہونے پر بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اسی طرح سے ان کے خود غرضی، ہوا ہوس، ریاست طلبی اور دیگر اخلاقی رذائل سے دور ہونے پر بھی بہت زور دیا گیا ہے۔ اسلامی معاشرے میں ریاست دیگر معاشروں کی طرح محض ہیتوں کا نام نہیں رہ جاتا بلکہ ایک نامیاتی وجود بن جاتا ہے جس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بمشکل ہی شک کیا جا سکتا ہے کہ اسلامی ریاست محض چند ہئیتوں کا نام نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک نامیاتی حقیقت ہے جو معاشرے کی ساخت، عوام کے کردار اور تصورات کے ساتھ براہِ راست وابستہ ہے اور اس میں عوام اور حکمرانوں کے درمیان یہ ایک مستقل رابطہ اور تعلق کار موجود رہتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی آمد سے پہلے مدینہ میں کوئی ریاستی ڈھانچہ یا نظام موجود نہ تھا۔

It can scarcely be doubted that the government in an Islamic State in not merely a set of forms, but an organism intimately associated with the structure of society and the character and ideas of the governed, and there is a constant interplay between governors and governed.(12)

اسلامی قیادت۔۔۔ تعلیماتِ نبویہ کی روشنی میں:

ہر معاشرے کی قیادت کے بنیادی اصول وضوابط اس معاشرے کے اہداف، اقدار اور حکومت کے بنیادی مقاصد کی روشنی میں تعین ہوتے ہیں۔ سیکولر اور لادین نظاموں میں قیادت کے لیے بڑے پیمانے پر اجتماعی نظم ونسق چلانے کی صلاحیت کے علاوہ کوئی خاص اصول وضوابط نہیں ہیں، لیکن اسلامی نظام وریاستمیں ان اصولوں کے علاوہ دیگر شرائط وضوابط اور اصول وقواعد بھی ضروری ہیں۔

○ اخلاقی صلاحیت

اسلام میں اسلامی معاشرے کی قیادت کرنے والے فراد کے حوالے سے ان کا اعلیٰ اخلاقیات کا حامل ہونے، عادل، باتقویٰ، پاک دامن، امانت دار اور شجاع ہونے پر بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اسی طرح سے ان کے خود غرضی، ہوا ہوس، ریاست طلبی اور دیگر اخلاقی رذائل سے دور ہونے پر بھی بہت زور دیا گیا ہے، اس اصول کی درج زیل پہلوؤں سے بہت اہمیت ہے۔

- اس اعتبار سے کہ اسلامی ریاست میں قومی قیادت کو عدل قائم کرنے والا اور قوانین الٰہی کا نفاذ کرنے والا ہونا چاہیے، اُسے اپنے کامل وجود کے ساتھ ان قوانین کا تابع ہونا چاہیے اور اُسے دل میں ایمان کے ساتھ مکمل طور پر اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔
- اسلامی ریاست میں قومی قیادت کی ذمہ داری انتظام وانصرام کے علاوہ معاشرے کی دینی تربیت اور ان کی ہدایت و راہنمائی بھی ہے، لہٰذا خود اُسے اعلیٰ اخلاق اور انسانی فضائل کے زیور سے آراستہ ہونا چاہیے، اُسے اسلامی آداب سے مزین اور لغزشوں سے دور ہونا چاہیے تا کہ وہ صلاحیتوں کی موجودگی میں دوسروں کی کمال کی طرف راہنمائی کر سکے اور انہیں اخلاقی آفات وبلیلات سے محفوظ رکھ سکے، حضرت علیؑ اس بارے میں فرماتے ہیں:

مَنْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِلنَّاسِ إِمَاماً فَلْيَبْدَأْ بِتَعْلِيمِ نَفْسِهِ قَبْلَ تَعْلِيمِ غَيْرِهِ ([13])

جس کسی نے اپنے لیے لوگوں کی قیادت کو قبول کیا اُسے چاہیے کہ وہ دوسروں کو سکھانے سے پہلے اپنے آپ سے تعلیم کا آغاز کرے۔

○ تعمیرِ قیادت (Development of Leadership)

ایک کامیاب معاشرے کی تشکیل تعمیر اور تکمیل کے لیے اسلامی ریاست کو ایسے نیک، باصلاحیت، دانشمند اور مخلص انسانوں کی مناسب تعلیم وتربیت اور ذہنی افزائش کا بندوبست کرنا لازم ہو گا کہ جو بنی نوع انسان کی بے لوث خدمت اور قیادت کا فریضہ ادا کر سکیں۔ اسلامی ریاست کے قائدین اور اداروں کے عمال وحکام کے لیے لازم ہو گا، کہ ان کی زندگی کی تمام ترجدِوجہد میں محرک عمل رضائے الٰہی کی ہمہ وقت تلاش وجستجو ہو اور ان کے اعمال کی اساس مطالبہ حق (Demand of Rights) کی بجائے ایتائے حق (Fulfilment of Obligations) پر قائم ہو۔ یعنی اپنا حق حاصل کرنے سے پہلے افرادِ معاشرہ کو ان کے پورے کے پورے حقوق دینا۔ اس طرح ایک دوسرے کی تقلید کرتے ہوئے معاشرے کا ہر فرد دوسرے کی خدمت کو اپنا شعار بنائے اور کوئی فرد بھی بلا تمیز رنگ، نسل، قوم، قبیلہ اور مذہب زندگی کی ضروری بنیادی سہولتوں سے محرومی کا شکار نہ ہونے پائے۔ تعلیمات نبوی سے آراستہ اسلامی معاشرہ کے ان تربیت یافتہ اور مخلص افراد کی جدِوجہد کا مقصود و منتہاء یہ ہو گا، کہ اسلامی ریاست میں بسنے والے ہر شخص کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو موجباتِ خوف و غم (روٹی، کپڑا، مکان، صحت، تعلیم، غربت، بے روزگاری، امن وامان اور عدم انصاف سے پیدا ہونے والے تفکرات اور اندیشوں سے) سے پاک اور آزاد رکھا جائے۔ علامہ اقبال نے فرمایا:

کس نکتۂ شرعِ مبین این است وبس!   کس نہ باشد در جہاں محتاج

ترجمہ: دین کی واضح شرع کا نکتہ یہی ہے کہ دنیا میں کوئی کسی کا محتاج نہ رہے۔

قیادت نام ہے دلوں کو فتح کرنے کا۔ قائد کا ایک بڑا وصف یہ ہے کہ وہ آنے والے وقت کے لئے بھی قیادت کے اہل افراد تیار کرتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین کا دور اس کی عمدہ مثال ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو ایسے بنایا کہ وہ خلیفہ اور گورنر کے عہدوں پر جا کر فائز ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد تو دین کو ختم ہو جانا چاہیے تھا، کیونکہ مسلمانوں کا لیڈر وفات پا گیا تھا لیکن دین ختم نہیں ہوا، بلکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسے لیڈر حضور اکرم ﷺ نے پیچھے چھوڑے تھے جنہوں نے پوری امت کو سنبھالا اور آگے لیڈر شپ کو تیار بھی کیا۔[14]

- **مسلسل جدِوجہد (Continuous Struggle)**

اسوہ حسنہ کی روشنی میں یہ امر لازم ہے کہ اسلامی ریاست کے انتظام و انصرام کے لیے اہل، باصلاحیت، دیندار اور متقی منصب داروں کا انتخاب شریعت کے مطابق مکمل کیا جائے اور ریاست کے سب ادارے عوام کو عدل و انصاف فراہم کرنے میں مستعد ہوں، ایسی صورت حال میں ہر اہلکار پر واجب ہوتا ہے کہ وہ ریاست کو مستحکم اور طاقتور بنانے کے لیے ہمہ وقت جدِوجہد میں مصروف رہے۔ کسی شخص کا ایک لمحہ بھی غفلت میں نہ گزرے، ریاست کا ہر شخص اسلامی نظم کی ہمہ جہتی افادیت کا مظہر ہو، تاکہ دنیا کے لوگ اسلامی ریاست کے ہمہ گیر اصولوں؛ عدالت، صداقت، نظم و ضبط، قوت اور طاقت سے متاثر ہو کر دین اسلام کی آغوش میں آئیں اور دنیا پر نظام مصطفیٰ کی افادیت زیادہ سے زیادہ آشکارا ہو جائے۔[15]

- **بزدلی کے بجائے بہادری**

بہادری یہ ہے کہ انسان حق بات کی سربلندی کے لئے کھڑا ہو۔ اس میں نتائج اور حقیقتوں کا سامنا کرنے کا حوصلہ ہو۔ وہ حق بات پر اس طرح ڈٹ جائے کہ پھر کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرے۔ حق بات کے لئے جہاں اسے رسک لینا پڑے وہ اس سے اجتناب نہ کرے۔ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر پریشان نہ ہو، حقائق کا سامنا کرنے سے نہ ڈرے اور گھٹ گھٹ کر جینے کی بجائے ایک باوقار زندگی گزارنے کی جدوجہد کرے۔ بہادری قیادت کا ایک اہم وصف بھی ہے اور اصول بھی اور وہ اس طرح کہ اگر قومی قیادت میں بہادری کا عنصر موجود ہو تو پھر عوام میں بھی بہادی کا جذبہ پنپنے لگتا ہے اور ایسی قوم کے ولولے اور جذبے کا مقابلہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ میدان جنگ میں آپ ﷺ نے ہمیشہ بہادری اور دلیری کا مظاہرہ کیا۔ آپ ﷺ کبھی بھی دشمنوں سے مرعوب نہیں ہوئے۔ غزوۂ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ میدانِ جنگ میں نہ صرف یہ کہ آپ تھوڑے سے انصار و مہاجرین کی معیت میں ثابت قدم رہے بلکہ دشمن کی طرف بڑھنے کیلئے خچر کو ایڑی لگاتے اور فرماتے جارہے تھے:"انا النبی لاکذب أنا ابن عبدالمطلب"[16] "میں نبی ہوں جھوٹا نہیں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔"

○ **حق و صداقت پر مداومت / سچائی کا پرچار**

فی زمانہ سچائی کا وجود ناپید ہے ۔ ہر طرف جھوٹ کا دور دورہ ہے ۔ ایسی صورت حال میں سچائی کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ خصوصاً ایسے معاشرے میں جہاں جھوٹ کو ایک فن سمجھا جاتا ہو اور سچ کو ایک بیوقوفی سمجھا جاتا ہو۔ قومی قیادت کا ایک اہم اصول حق و صداقت پر مداموت کا ہے کہ ہر حال میں حق اور سچ کا علم بلند رکھا جائے اور کسی بھی حالت میں جھوٹ نہ بولا جائے۔ ایک روایت میں حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے چند باتوں پر بیعت کی۔ ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی:

أَنْ نَقُولَ بِالْحَقِّ أَيْنَمَا كُنَّا ، لَا نَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔[17]

ہم جہاں بھی ہوں، حق بات کہیں گے، اللہ کی بات کہنے میں ہم ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كلا! والله لتامرنّ بالمعروف ولتنهونّ عن المنكر ولتاخذنّ على يدى الظالم ولتاطرنّه على الحق إطراً و لتقصرنّه على الحق قصراً، أو ليضربنّ الله بقلوب بعضكم على بعض، ثم ليلعنّكم كما لعنهم۔ [18]

خبردار! اللہ کی قسم، تم ضرور بھلائی کا حکم دو، برائیوں سے روکو، ظالم کے دونوں ہاتھ پکڑ لو، اس کو حق کی طرف موڑ دو، اور اس کو حق کی طرف لوٹا دو، ورنہ اللہ تمہارے دلوں کو خلط ملط کر دے گا، پھر تم پر لعنت کرے گا، جیسا کہ اس نے تم سے پہلے کے لوگوں پر لعنت کی ہے۔

○ **جذبۂ خدمت سے سرشار**

اسلام قائد کو مقصد حیات اور نصب العین کے تقرر کے لئے جہاں خدمت کا فریضہ سید القوم خادمھم کے کلمات کے ذریعے سونپتا ہے۔ وہاں وہ قائد کو **خيرُالنَّاسِ مَن يّنفعُ النَّاسَ۔** [19] (لوگوں میں بہترین انسان وہ ہے وہ دوسرے لوگوں کو نفع پہنچائے) کے ہمہ گیر اصول کو فراموش کرنے کی اجازت کبھی نہیں دیتا۔ بلکہ اسلام سے رہنمائی لیتے ہوئے لوگوں کو معاشی، سیاسی، معاشرتی، اخلاقی، مذہبی، سماجی، دینی، علمی اور فکری مسائل میں ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

○ **امانت و دیانت**

امانت ایک اعلیٰ ترین وصف اور خوبی ہے اور یہ خوبی اپنے مفہوم کے اعتبار سے بہت وسعت کی حامل ہے جو بلا تفریق مسلک و مذہب جس شخص میں بھی پائی جائے وہ دادِ تحسین وصول کرتا ہے۔ اس کے معنی میں وسعت پائی جاتی ہے۔ قرآن پاک

میں ارشاد فرمایا گیا: إِنَّ اللّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤدُّواْ الأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا.(20)"بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں ان کے سپرد کر دو"

امانت ایک انتہائی ممدوح اور پسندیدہ صفت ہے جو انسان کی شخصیت کو لوگوں کی نظر میں قابل عزت بناتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ معاشرہ میں باہمی ربط اور اعتماد کو دوبالا کرتی ہے۔اصل میں اسلام نے اپنے حیات بخش پروگراموں اور بلند قوانین کے ذریعہ لوگوں کو بطور عموم ایک خوش گوار اور سعادت بخش زندگی کی طرف اپنی ذمہ داریوں کو پورا کر کے بلایا ہے ،رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے بھی اسلام کے قوانین سے آشنا کرنے سے پہلے لوگوں کو امانت و صداقت سے آشنا کرایا اور اس کی اہمیت لوگوں کے ذہنوں میں راسخ کی تا کہ کل جب اسلام کی دولت سے آشنا ہوں تو امانت کا نور ان کی مذہبی زندگی میں مزید روشنی عطا کر سکے۔ آج کے معاشرے میں فسادات و انحرافات کے رائج ہونے اور اس میں مختلف بیماریوں کی سب سے بڑی وجہ لوگوں کے افکار و عقول اور تمام شعبہ ہائے حیات پر "خیانت" کا غالب آجانا ہے، معاشرے کے اندر خیانت کی عمومیت اور بتدریج معاشرے کی معنویت کو ختم کر دینے والا خطرہ تمام خطروں سے زیادہ اہم ہے ، خیانت آئینہ روح کو تاریک بنا کر افکار انسانی کو گمراہی کے راستہ پر ڈال دیتی ہے۔ معاشرے کے فسادات و انحرافات اور انسانی افکار کو گمراہ کن راستہ سے ہٹانے کے لئے ضروری ہے کہ اس عہد میں امانت کو اسی طرح رائج کیا جائے جس طرح رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے عرب کے جاہل ماحول میں رائج کیا اور لوگوں کو حقیقی اور واقعی زندگی سے آشنا کرایا۔

- **ریاستی فیصلوں کی پابندی**

کسی بھی قوم کی نشو و نما اور تعمیر و ترقی کے لیے عدل و انصاف ایک بنیادی ضرورت ہے۔ جس سے مظلوم کی نصرت، ظالم کا قلعہ قمع اور جھگڑوں کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور حقوق کو ان کے مستحقین تک پہنچایا جاتا ہے، دنگا فساد کرنے والوں کو سزائیں دی جاتی ہیں تا کہ معاشرے کے ہر فرد کی جان و مال، عزت و حرمت اور مال و اولاد کی حفاظت کی جا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے "قضا" یعنی قیام عدل کا انتہا درجہ اہتمام کیا ہے۔ اور اسے انبیائؑ کی سنت بتایا ہے۔ یہ بہت نازک معاملہ ہوتا ہے کہ قیادت پر حاوی لوگ اپنے آپ کو ریاستی فیصلوں کا پابند بنائیں، اس حوالے سے اسلام میں کسی کو کوئی استثنا حاصل نہیں ہے چاہے وہ حاکم ہے قائد ہے یا کوئی اور بڑے عہدے پر فائز شخص ہے، اس لئے کہ جب نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنے آپ کو عوام کے سامنے یہ کہہ کر پیش کر سکتے ہیں کہ جس کسی کا مجھ پر کوئی حق واجب ہو تو وہ وصول کر لے تو پھر امت میں کوئی بھی فرد اس چیز کے لائق نہیں ہے کہ وہ خود کو شرعی و ریاستی فیصلوں سے ماوراء اور مستثنیٰ قرار دے سکے۔ اسی لئے جو فیصلے عوام پر لاگو ہوتے ہیں وہی قیادت پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔

نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں میں فیصلہ کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: "اے نبی کریم ! آپ لوگوں کے درمیان اللہ کی نازل کردہ ہدایت کے مطابق فیصلہ کریں۔"(21) نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی حیات مبارکہ مسلمانوں کے لیے دین و دنیا کے

تمام امور میں مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ ﷺ کی تنہا ذات میں حاکم، قائد، مربی، مرشد اور منصف اعلیٰ کی تمام خصوصیات جمع تھیں۔ جو لوگ آپ ﷺ کے فیصلے پر راضی نہیں ہوئے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سنگین وعید نازل فرمائی اور اپنی ذات کی قسم کھا کر کہا کہ آپ ﷺ کے فیصلے تسلیم نہ کرنے والوں کو اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

خلاصہ بحث

خلاصہ یہ کہ اسلامی قیادت خدمت، عدل، اور لیاقت پر زور دیتی ہے جبکہ روایتی قیادت اکثر اقتدار اور حکمرانی پر مرکوز ہوتی ہے۔ اسلامی نکتہ نظر میں قیادت کا مقصد عوام کی فلاح و بہبود ہے جبکہ روایتی نظاموں میں یہ مقصد مختلف ہو سکتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

[1] لوئیس معلوف، المنجد، ترجمہ: مولانا عبد الحفیظ بلیلاوی، لاہور، مکتبہ قدوسیہ، 2009ء، ص:725-726

[2] بلیلاوی، عبد الحفیظ، مصباح اللغات، لاہور، مکتبہ قدوسیہ، جولائی1999، ص:682-683

[3] فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات، کراچی، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، س۔ن، ص:946

[4] فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات، ص:966

[5] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی (202-275ھ / 817-889ء)۔ **السنن، كتاب الجهاد، باب في القوم يسافرون يؤمرون أحدهم** ، بیروت، لبنان: دار الفکر، 1414ھ، رقم الحدیث:2608

[6] بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (194-256ھ / 810-870ء)۔ **الجامع الصحيح، كتاب العتق، باب العبد راع في مال سيده**، بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار القلم، 1401ھ، رقم الحدیث:2419

[7] محمد اقبال، ڈاکٹر، بانگ درا، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1972، ص:125

[8] W.C. Smith, Islam in modren History, Princeton university press, 1957. P. 215

[9] غازی، محمود احمد، ڈاکٹر۔ محاضراتِ شریعت۔ الفیصل، لاہور، ستمبر 2009۔:ص287

[10] النساء4:59

[11] https://daily.urdupoint.com/article/special-articles/leadership-6118.html , 9:30 pm , 28 , November , 2021

[12] Hamilton Gibb and Harold Bowen, Islamic society and the west, oup, London p. 9

[13] سید شریف رضی، نہج البلاغہ، کلمات قصار، **بابُ المُخْتَارِ مِنْ حِكَمِ أَمِيرِالمؤمنين** ، 73

[14] http://mmqasmi.blogspot.com/2013_01_01_archive.html , 13 .12.2021 , 2:15

[15] محمد انور، مولوی، قیادت کے اسلامی اصول، کراچی، مکتبہ نادریہ، 2009ء، ص:67

[16] ترمذي، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ۔ السنن، **كتاب الجهاد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم , باب ما جاء في الثبات عند القتال** ، رقم الحدیث:1488-

[17] مسلم، الجامع الصحیح، **كِتَابُ الإِمَارَةِ، بَابُ وُجُوبِ طَاعَةِ الأُمَرَاءِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ ، وَتَحْرِيمِهَا فِي الْمَعْصِيَةِ** حدیث رقم1709، 3535

[18] ابوداؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، السنن، رقم الحدیث:4336، 4337

[19] ہندی، علاؤالدین علی المتقی ابن حسام الدین (م 975ھ)۔**کنز العمّال فی سنن الاقوال والافعال، کتاب المواعظ والرقاق والخطب والحکم من قسم الافعال**، بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، 1399ھ: ج 8 ص 201۔ اور المکتبۃ الشاملۃ انٹرنیٹ پر بھی حدیث کا نمبر44154 (حرف المیم) کے تحت درج ہے۔

[20] النساء4:58

[21] بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل(194۔256ھ /810۔870ء)۔ الجامع الصحیح، باب بدء الوحی، رقم الحدیث:3